ہم ایک غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے۔ ہم چھ آدمی تھے اور ہمارے درمیان ایک ہی اونٹ تھا جس پرہم باری باری سوار ہوتے تھے۔ اس سے ہمارے پاؤں زخمی ہوگئے تھے، میرا پاؤں بھی زخمی ہوگیا تھا

ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے۔ ہم چھ آدمی تھے اور ہمارے درمیان ایک ہی اونٹ تھا جس پرہم باری باری سوار ہوتے تھے۔ اس سے ہمارے پاؤں زخمی ہوگئے تھے، میرا پاؤں بھی زخمی ہوگیا تھا اورمیرے ناخن گرگئے تھے۔ چنانچہ ہم لوگ اپنے پاؤں پر چیتھڑے لپیٹ لیتے تھے۔ اسی لیے اس غزوے کا نام ہی غزوہ ذات الرقاع (چیتھڑوں والا غزوہ) پڑ گیا۔ کیونکہ ہم اپنے پاؤں پر چیتھڑے باندھتے تھے۔ ابوبردہ بیان کرتے ہیں کہ ابوموسی نے یہ حدیث بیان کی، پھر اسے نا پسند فرمایا اور فرمایا کہ میں اسے بیان کرنا نہیں چاہتا تھا۔ ابو بردہ کہتے ہیں کہ: گویا انہیں یہ بات ناپسند آئی کہ اپنے کسی عمل کو ظاہر کریں۔

[صحیح] [متفق علیہ]

حدیث کا مفہوم: یہ ہے کہ ابوموسی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں نکلے۔ ان کے ساتھ ان کے کچھ اور ساتھی بھی تھے جن کی تعداد چھے تھی۔ ان کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر وہ باری باری سوار ہوتے، چنانچہ ان میں سے ایک آدمی کچھ فاصلے تک اس پر سوار ہوتا، پھر جب اس کی باری ختم ہوجاتی تو وہ اونٹ سے اتر جاتا اور دوسرا اس پر سوار ہوجاتا۔ اسی طرح سے وہ باری باری سوار ہوتے رہے یہاں تک کہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ '' اس سے ہمارے پاؤں زخمی ہوگئے تھے، میرا پاؤں بھی زخمی ہوگیا تھا اورمیرے ناخن گرگئے تھے۔'' ایسا صحرائی علاقے میں ایک لمبی مسافت تک پیدل چلنے کی وجہ سے ہوا۔ پاؤں پھٹنے پر ان کے پاس کوئی ایسی چیز بھی نہیں تھی جسے وہ لپیٹ لیتے۔ چنانچہ وہ ننگے پاؤں ہی چلتے رہے۔ جس سے انہیں بہت تکلیف ہوئی، تاہم وہ اپنے سفر سے رکے نہیں بلکہ دشمن کا سامنا کرنے کے لئے رواں دواں رہے۔ ”ہم اپنے پاوں پر چیتھڑے لپیٹتے تھے“ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ طولِ مسافت اور زمین کی قوت وسختی کی وجہ سے ان کے جوتے پھٹ گئے تھے۔ تو وہ اپنے پاؤں پر چیتھڑے لپیٹتے تھے تاکہ زمین کی سختی اور گرمی سے انہیں محفوظ رکھ سکیں۔ ”اس غزوے کا نام غزوہ ذات الرقاع (چیتھڑوں والا غزوہ) پڑ گیا۔ کیونکہ ہم اپنے پاؤں پر چیتھڑے باندھ رکھے تھے“ یعنی رسول اللہ ﷺ کے اس غزوے کا نام بعد میں غزوہ ذات الرقاع پڑگیا۔ اور یہ اس کی ایک وجہ تسمیہ ہے۔ ابوبردہ کہتے ہیں: ”ابوموسی نے یہ حدیث بیان کی، پھر اسے نا پسند فرمایا اور فرمایا کہ میں اسے بیان کرنا نہیں چاہتا تھا! ابو بردہ کہتے ہیں: گویا انہیں یہ بات ناپسند آئی کہ اپنے کسی عمل کو ظاہر کریں“ اس کا مطلب یہ ہے کہ ابوموسی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد اس بات کی تمنا کی کہ کاش انہوں نے اسے بیان نہ کیا ہوتا کیونکہ اس میں خود ستائی کا اظہار ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ نیک عمل کو چھپانا اس کے اظہار سے افضل ہے الا یہ کہ اس کے اظہار میں کوئی مصلحتِ راجحہ ہو، مثلا بیان کرنے والا ایسا شخص ہو جس کی لوگ اقتدا کرتے ہوں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے: ”فَأَخْفَاهَا حَتَّى لا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ“. یعنی اس نے اسے (صدقے کو) چھپاکر دیا یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہ ہوسکا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے ۔ متفق علیہ

لجنة الدعوة الإلكترونية
EDC E-Da'wah Committee

النجاة الخيرية
ALNAJAT CHARITY